Research Paper 5b

10 محرم الحرام 1441ھ

10 September 2019

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ و علی الہ و ازواجہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین

فرقہ واریت کی لعنت اور مسلک پرستی کی نحوست سے بچ کر قرآنِ حکیم ، صحیح الاسناد اَحادیث اور اِجماعِ اُمت کو حجت و دلیل بناتا ہوا تاریخ کی جھوٹی ، بے سند اور ضعیف الاسناد روایات سے محفوظ اور **72- شھداء کربلا** سے اِظہارِ عقیدت پر مشتمل تحقیقی مقالہ

واقعہ کربلا کا حقیقی پس منظر 72- صحیح الاسناد اَحادیث کی روشنی میں

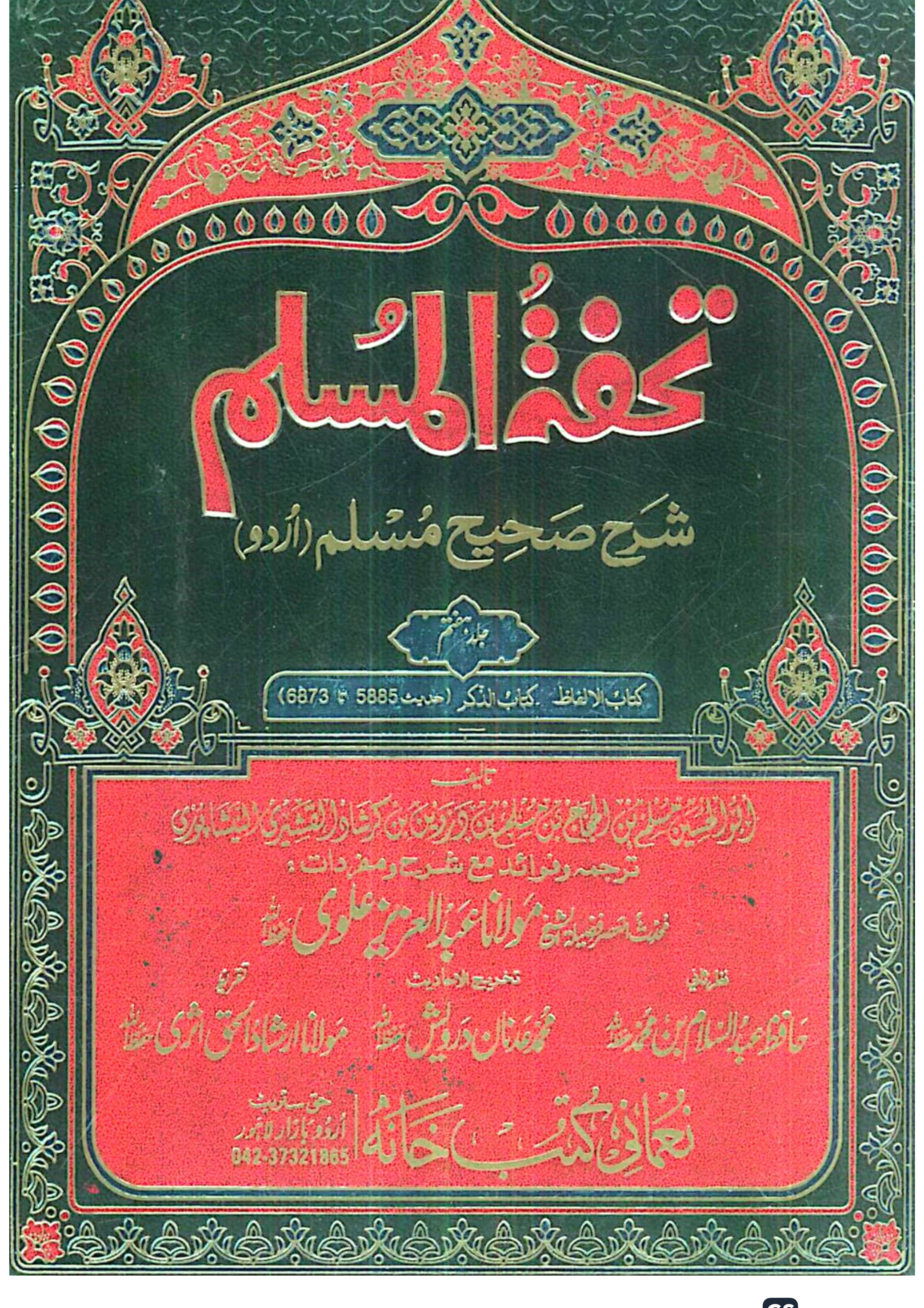
کُل 200 اَحادیث **اھلسُنّت** کی مستند کتابوں سے ہیں اور اُنکے نمبرز علمائے حرمین، بیروت اور دارالسلام کی انٹرنیشنل نمبرنگ کے عین مطابق ہیں

بن زید ؓ نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کی خدمت میں اُسکی سفارش کی تو آپ ﷺ نے (اِنتہائی غصہ کی حالت میں) اِرشاد فرمایا: ''کیا تم اللّٰہ تعالیٰ کی حدود کے معاملہ میں مجھ سے سفارش کرتے ہو؟'' پھر رسولُ اللّٰہ ﷺ نے (لوگوں میں) کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور اِرشاد فرمایا: ''تم سے پہلے لوگ صرف اِسی (جرم کی) وجہ سے ہلاک کر دیئے گئے کہ جب اُن میں سے کوئی اُونچے گھرانے والا چوری کرتا تو اُسے چھوڑ دیتے اور جب کوئی کمزور چوری کرتا تو اُس پہ حد جاری کر دیتے۔ اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اگر (بالفرض) فاطمہ بنت محمد ﷺ بھی چوری کرتی تو میں اُسکے ہاتھ بھی کٹوا دیتا۔ (یعنی اِسلام کے قوانین و حدود کا اِطلاق سبھی پہ ایک جیسا ہوگا)'' **جامع ترمذی کی حدیث میں ہے:** سیدنا سالم بن عبداللہ بن عمر تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اہلِ شام میں سے ایک شخص کو سُنا کہ وہ عمرہ کو حج کے ساتھ ملانے کے حوالے سے (میرے والد محترم) سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ سے سوال کر رہا تھا (یعنی حجِ تمتع جائز ہے کہ نہیں؟) تو سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: ''ہاں اَیسا کرنا بالکل حلال ہے۔'' اِس پر اُس شامی نے عرض کی کہ آپ کے والد اَمیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب ؓ تو اِس (حجِ تمتع) سے منع فرماتے تھے۔ اُسکی اِس بات پر سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: ''اگر کسی بات سے میرے والدِ محترم منع کر دیں حالانکہ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے تو اُس عمل کو جاری فرمایا ہو، تو مجھے بتاؤ کہ پھر میرے باپ کی بات مانی جائے گی یا کہ رسولُ اللّٰہ ﷺ کا حکم مانا جائے گا؟ اُس نے عرض کی کہ بیشک رسولُ اللّٰہ ﷺ کا حکم ہی مانا جائے گا۔ تو سیدنا عبداللہ بن عمر ؓ نے فرمایا: ''(پھر سن لو کہ) بیشک رسولُ اللّٰہ ﷺ نے حجِ تمتع کا حکم دیا ہے۔'' [صحیح بُخاری : 6788 ، صحیح مُسلم : 4410 ، جامع ترمذی : 824 ، قال الشیخ الالبانی و الشیخ زبیر علیزئی : اِسنادہ صحیح]

39 **صحیح بُخاری کی حدیث میں ہے:** سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ کے پاس آ کر بتانے لگا کہ فلاں (بنواُمیہ سے تعلق رکھنے والا) شخص جو امیرِ مدینہ ہے، اَپنے منبر پر سیدنا علی ابن ابی طالب ؓ کا (بُرے انداز سے) ذکر کرتا ہے۔ (سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ نے) پوچھا: ''وہ کیا کہتا ہے؟'' اُس نے بتایا کہ وہ (حقارت سے) اُن (سیدنا علی ؓ) کو ابوتراب (یعنی مٹی والا) کہتا ہے۔'' اُسکی اِس بات پر سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ ہنس پڑے اور فرمایا: ''اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اُن (سیدنا علی ؓ) کا یہ نام (ابوتراب) تو خود رسولُ اللّٰہ ﷺ نے رکھا تھا اور اللّٰہ تعالیٰ کی قسم! اُن (سیدنا علی ؓ) کو اِس نام سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب نہ تھا۔'' (سیدنا ابوحازم تابعی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اُنکی یہ بات سن کر) مَیں نے سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ کو سارا قصہ سنانے کی درخواست کی۔ اور کہا کہ اَے ابوعباس! یہ قصہ کیسے پیش آیا؟ تو اُنہوں نے وہ قصہ یوں بیان فرمایا: ''ایک روز سیدنا علی ؓ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے پھر (کسی بات پہ اُن سے ناراض ہو کر) گھر سے باہر نکل گئے اور مسجد میں جا کر لیٹ گئے۔ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ''تمہارا چچا زاد (یعنی سیدنا علی ؓ) کہاں ہے؟'' اُنہوں نے عرض کیا کہ مسجد میں ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی ؓ کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پہ مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسولُ اللّٰہ ﷺ خود اَپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی ؓ کی کمر سے مٹی جھاڑتے جاتے اور فرماتے جاتے: ''اَے ابوتراب (مٹی والے)! اُٹھ جاؤ۔ اَے ابوتراب! اُٹھ جاؤ۔'' **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا سہل بن سعد الساعدی ؓ بیان فرماتے ہیں کہ (بنواُمیہ کے دَورِ ملوکیت میں) آلِ مروان میں سے ایک شخص کو مدینہ کا والی بنا کر بھیجا گیا۔ اُس گورنر نے سیدنا سہل ؓ کو بُلوایا اور حکم دیا کہ وہ سیدنا علی ؓ کو گالی دیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) سیدنا سہل ؓ نے صاف اِنکار فرما دیا۔ پھر اِس اِنکار پر اُس (گورنر) نے کہا کہ چلو کم از کم اِتنا ہی کہہ دو کہ: **''اللّٰہ تعالیٰ ابوتراب (مٹی والے) پر لعنت کرے۔''** (نعوذ باللہ من ذالک) اُسکی اِس بات پر سیدنا سہل ؓ نے فرمایا کہ سیدنا علی ؓ کو تو ابوتراب (مٹی والا) سے بڑھ کر کوئی اور نام محبوب ہی نہ تھا۔ وہ تو اِس نام سے پکارے جانے پر خوش ہوا کرتے تھے۔ اِس پر اُس (والی مدینہ) نے کہا کہ ہمیں ساری بات سُناؤ کہ اُنکا یہ نام کیونکر رکھا گیا تھا؟ سیدنا سہل ؓ نے فرمایا: ''(ایک مرتبہ) رسولُ اللّٰہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو وہاں سیدنا علی ؓ موجود نہ تھے، تو آپ ﷺ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے) پوچھا: ''تمہارا چچا زاد (یعنی سیدنا علی ؓ) کہاں ہے؟'' اُنھوں نے عرض کی کہ میرے اور اُنکے درمیان کوئی (جھگڑے کی) بات ہوئی تو وہ مجھ سے ناراض ہو کر چلے گئے اور دوپہر باہر گزاری۔ رسولُ اللّٰہ ﷺ نے کسی کو حکم دیا کہ جاؤ اور دیکھو وہ کہاں ہے؟ کسی نے آ کر عرض کی کہ وہ تو مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ اُنکے پاس مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ سیدنا علی ؓ کی کمر سے لباس ہٹا ہوا ہے اور اُس پہ مٹی لگ گئی ہے۔ چنانچہ رسولُ اللّٰہ ﷺ خود اَپنے مبارک ہاتھوں سے سیدنا علی ؓ کی کمر سے مٹی جھاڑتے جاتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے: ''اَے ابوتراب (مٹی والے)! اُٹھ جاؤ۔ اَے ابوتراب! اُٹھ جاؤ۔''

[صحیح بُخاری : 3703 ، صحیح مُسلم : 6229]

40 **صحیح مُسلم کی حدیث میں ہے:** سیدنا عامر بن سعد بن ابی وقاص تابعی رحمہ اللہ اَپنے والد سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان ؓ نے سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ کو حکم دیا (تو اُنھوں نے صاف اِنکار فرما دیا) پس حضرت معاویہ ؓ نے اُن سے پوچھا کہ آپ ؓ کو ابوتراب (سیدنا علی بن ابی طالب ؓ) کو گالی دینے سے کس بات نے روک رکھا ہے؟ سیدنا سعد بن ابی وقاص ؓ نے جواب میں فرمایا: ''مَیں ہرگز اُنہیں کبھی بھی گالی نہیں دوں گا، کیونکہ 3 باتیں (بہت ہی زیادہ فضیلت والی اَیسی ہیں) جو سیدنا علی ؓ کیلئے رسولُ اللّٰہ ﷺ نے خود اِرشاد فرمائی تھیں۔ اور اگر اُن 3 باتوں میں سے مجھے ایک بھی مل جاتی تو (وہ فضل) مجھے سرخ اونٹوں کے مل جانے سے بھی بہتر ہوتا۔ (پہلی فضیلت سیدنا علی ؓ کیلئے یہ ہے کہ) میں نے رسولُ اللّٰہ ﷺ کو سُنا کہ آپ ﷺ نے جب کسی غزوہ (تبوک) میں سیدنا علی ؓ کو پیچھے چھوڑا تو اُنھوں نے (بطورِ شکوہ) کہا کہ آپ ﷺ نے مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ پیچھے چھوڑ دیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم اِس (عزت افزائی) پر خوش نہیں ہو کہ تمہاری مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون علیہ السلام کو موسیٰ علیہ السلام سے تھی، سوائے اِسکے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔'' اور (دوسری فضیلت سیدنا علی ؓ کیلئے یہ ہے کہ) میں نے غزوہ خیبر کے دِن رسولُ اللّٰہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سُنا: ''کل مَیں (لشکر کی قیادت کا) جھنڈا اُس شخص کو دوں گا، جس کے ہاتھوں پر فتح ہوگی اور جو اللّٰہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ سے محبت رکھتا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ بھی اُس سے محبت


تحفۃ المسلم
شرح صحیح مسلم (اردو)
جلد ہفتم
کتاب الالفاظ ۔ کتاب الذکر (حدیث 5885 تا 6873)
تالیف
ابو الحسین مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن کرشاد القشیری النیشاپوری
ترجمہ وفوائد مع شرح ومفردات :
محدث العصر فضیلۃ الشیخ مولانا عبدالعزیز علوی
نظر ثانی
حافظ عبدالسلام بن محمد
تخریج الاحادیث
محمد عدنان درویش
تقریظ
مولانا ارشاد الحق اثری
نعمانی کتب خانہ
حق سٹریٹ
اردو بازار لاہور
042-37321865

[6220] ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے عامر اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں، حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو امیر مقرر کیا تو پوچھا، تمہیں ابوتراب کو خطا کار قرار دینے سے کون سی چیز روکتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا، جب تک مجھے دو تین باتیں یاد ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمائی تھیں تو میں ان کو ہرگز تنقید کا نشانہ نہیں بناؤں گا، ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو وہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، جبکہ انہیں کسی غزوہ میں اپنے پیچھے چھوڑ رہے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے عرض کی، اے اللہ کے رسول! آپ مجھے عورتوں اور بچوں کے ساتھ چھوڑ رہے ہیں؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا: ''کیا آپ اس پر راضی نہیں ہیں کہ تم اس مقام پر ہو جس پر ہارون، موسیٰ کے تھے، مگر یہ بات ہے، میری بعد نبوت نہیں ہے۔'' اور میں نے آپ کو خیبر کے دن یہ فرماتے سنا، ''میں جھنڈا اس آدمی کو دوں گا، جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔'' حضرت سعد کہتے ہیں، سو ہم نے اس کے لیے اپنے آپ کو نمایاں کیا، سو آپ نے فرمایا، ''میرے پاس علی کو بلاؤ۔'' تو انہیں لایا گیا، جبکہ ان کی آنکھیں دکھتی تھیں، آپ نے ان کی آنکھوں میں جب لعاب مبارک ڈالا اور جھنڈا ان کے حوالہ کر دیا تو اللہ نے ان کے ہاتھوں فتح بخشی اور جب یہ آیت اتری، ''فرما دیجئے، آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلاتے ہیں اور تم اپنے بیٹوں کو لاؤ۔'' (آل عمران، نمبر ۶۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین رضی اللہ عنہم کو بلایا اور فرمایا: ''اے اللہ! یہ لوگ میرے اہل ہیں۔''

مفردات الحدیث

❶ تَطَاوَلْنَا: ہم بلند ہوئے، گردنیں اٹھائیں، تمنا اور آرزو کی، مقصد یہ ہے کہ ہم آپ کے سامنے نمایاں ہوئے، تاکہ آپ کی نظر ہم پر پڑ جائے اور یہ سعادت ہمیں حاصل ہو جائے۔ ❷ أَرْمَدُ: آشوب چشم والا، اس کی آنکھیں دکھتی ہوں۔ ❸ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ اهلُ بَيْتِيْ: اے اللہ یہ میرے گھر والے ہیں، میرے اہل بیت ہیں، اصولی رو سے انسان کا اہل بیت اس کی بیوی ہے، اس لیے آپ کا اہل بیت آپ کی ازواج مطہرات ہیں اور عرف ولغت کی رو سے، اس کا اطلاق بیوی پر ہوتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں، حضرت ابراہیم کی بیوی کو اہل بیت سے خطاب کیا گیا ہے، دوسرا کوئی بالطبع اور ثانوی طور پر اس میں داخل ہو سکتا ہے اور آپ کی دعا کے نتیجہ میں جیسا کہ ترمذی شریف کی روایت ہے، مذکورہ افراد بھی اہل بیت میں داخل ہیں۔

فائدہ :...... حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے پوچھا، مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَاتُرَاب؟ ابوتراب پر تنقید و تبصرہ اور ان کے موقف کی تغلیط کرنے سے تمہیں کیا چیز مانع ہے، سبّ کا لفظ جس طرح گالی گلوچ اور بدکلامی کے لیے آتا ہے، اس طرح کسی غلط کام کرنے والے کو روکنے ٹوکنے اور اس کو سرزنش و توبیخ کرنے کے لیے بھی آتا ہے، جیسا کہ غزوہ تبوک کے موقعہ پر جب آپ نے راستہ میں صحابہ کرام کو فرمایا کہ کل کافی دن چڑھے تم

تبوک کے چشمہ پر پہنچو گے تو پہنچنے کے بعد اس سے کوئی انسان پانی نہ پیے، لیکن دو آدمیوں نے پانی پی لیا تو آپ نے ان کی اس حرکت کی تغلیط کی اور ان پر نقد وتبصرہ فرمایا، اس کے لیے یہ لفظ استعمال ہوا ہے کہ فسبّھما النبی ﷺ، اسی طرح آگے امام نووی نے باب باندھا ہے، مَنْ لَعَنَهُ النبی ﷺ، جس پر نبی اکرم ﷺ نے لعنت بھیجی ہے یا سبّ کیا ہے، اس کے تحت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی آئے، انہوں نے کسی مسئلہ پر آپ سے گفتگو کی، جس سے آپ ناراض ہو گئے اور غصہ میں ان کو لَعَنَهُمَا وسَبَّهُمَا، ان پر لعنت بھیجی اور ان پر تنقید وتبصرہ فرمایا، ان کو سرزنش وتوبیخ فرمائی، اس طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا مقصد یہ تھا کہ تم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فعل اور رائے کو غلط قرار دے کر، ان پر تنقید وتبصرہ کیوں نہیں کرتے تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، جو ان فضائل اور خوبیوں کا حامل ہے، میں اس پر تنقید وتبصرہ نہیں کر سکتا اور ان کی رائے اور موقف کو ہدف تنقید نہیں بنا سکتا اور ان پر طعن وملامت نہیں کر سکتا، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کو سب وشتم اور گالی گلوچ کس طرح کروا سکتے ہیں، جبکہ وہ ان کے فضائل وکمالات کے معترف ہیں، جب حضرت علی رضی اللہ عنہ فوت ہوئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کی موت پر روئے، ان کی بیوی نے پوچھا، اس سے جنگ بھی کرتے ہو اور روتے بھی ہو؟ تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا، تم پر افسوس، تمہیں معلوم نہیں ہے کہ لوگ کس قدر، علم، فقہ اور فضل سے محروم ہو گئے ہیں، (البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۱۳) اور جب ضرار الصدائی نے حضرت معاویہ کے روبرو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بیان کیے، تو حضرت معاویہ رو پڑے اور کہنے لگے، رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا الحَسَن، کان والله كذالك: اللہ تعالیٰ ابوالحسن پر رحمت فرمائے، وہ انہیں خوبیوں اور صفات کے حامل تھے، (الاستیعاب لابن عبدالبرج ۳ ص ۴۳-۴۴)

[6221] (. . .) حَدَّثَنَا اَبُو بَكْرِ بْنُ اَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح و حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ اِبْرَاهِيمَ سَمِعْتُ اِبْرَاهِيمَ بْنَ سَعْدٍ

عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ ((اَمَا تَرْضٰى اَنْ تَكُوْنَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُوْسٰى))

[6221]۔ امام صاحب اپنے تین اساتذہ کی دو سندوں سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تمہاری نسبت میرے ساتھ ایسی ہو، جیسی ہارون کی موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھی۔“

[6221] اخرجه البخاري في (صحيحه) في فضائل الصحابة باب: مناقب علي بن ابي طالب القرشي الهاشمي ابي الحسن رضي الله عنه برقم (۳۷۰۶) وابن ماجه في (سننه) في المقدمة باب: في فضائل اصحاب رسول الله ﷺ برقم (۱۱۵) انظر (التحفة) برقم (۳۸٤۰)








الطبعة الأولى

١٣٤٧ هجرية — ١٩٢٩ ميلادية

المطبعة المصرية بالأزهر
إدارة محمد محمد عبد اللطيف

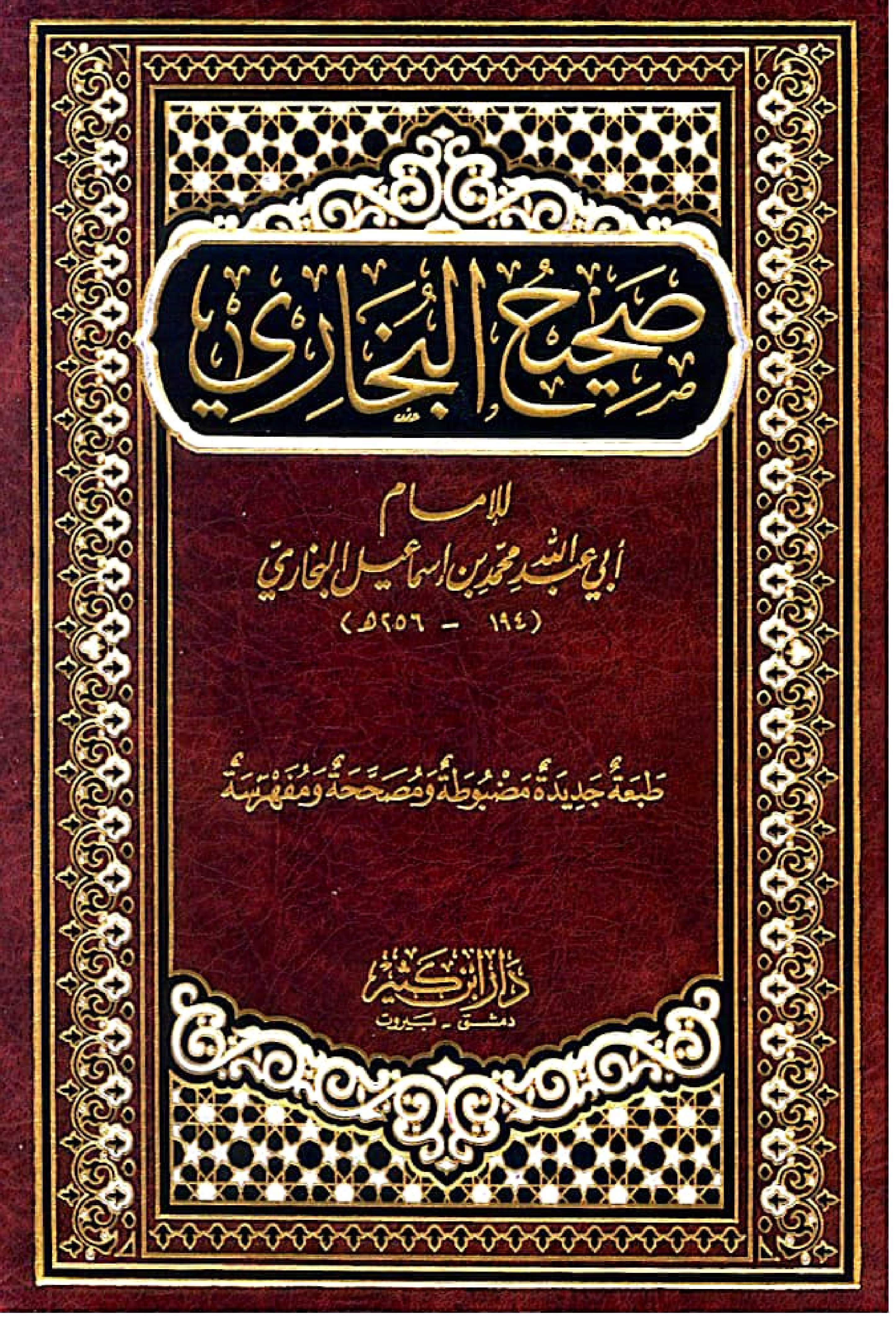


فَحَدَّثْتُهُ بِمَا حَدَّثَنِي عَامِرٌ فَقَالَ أَنَا سَمِعْتُهُ فَقُلْتُ آنْتَ سَمِعْتَهُ فَوَضَعَ إِصْبَعَيْهِ عَلَى أُذُنَيْهِ فَقَالَ نَعَمْ وَإِلَّا فَاسْتَكَّتَا وحدثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مُصْعَبِ ابْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ خَلَّفَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ تُخَلِّفُنِي فِي النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى غَيْرَ أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي حدثنا عُبَيْدُ اللَّهِ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ حدثنا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ «وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ» قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمٌ «وَهُوَ ابْنُ إِسْمَاعِيلَ» عَنْ بُكَيْرِ بْنِ مِسْمَارٍ عَنْ عَامِرِ بْنِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَمَرَ مُعَاوِيَةُ بْنُ أَبِي سُفْيَانَ سَعْدًا فَقَالَ مَا مَنَعَكَ أَنْ تَسُبَّ أَبَا التُّرَابِ فَقَالَ أَمَّا مَا ذَكَرْتُ ثَلَاثًا قَالَهُنَّ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَنْ أَسُبَّهُ لَأَنْ تَكُونَ لِي وَاحِدَةٌ مِنْهُنَّ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

﴿فوضع أصبعيه على أذنيه فقال نعم وإلا فاستكتا﴾ هو بتشديد الكاف أي صمتا . قوله ﴿ان معاوية قال لسعد بن أبي وقاص مامنعك أن تسب أبا تراب﴾ قال العلماء الأحاديث الواردة التي في ظاهرها دخل على صحابي يجب تأويلها قالوا ولا يقع في روايات الثقات إلا ما يمكن تأويله فقول معاوية هذا ليس فيه تصريح بأنه أمر سعدا بسبه وانما سأله عن السبب المانع له من السب كانه يقول هل امتنعت تورعا أو خوفا أو غير ذلك فان كان تورعا واجلالا له عن السب فأنت مصيب محسن وان كان غير ذلك فله جواب آخر ولعل سعدا قد كان في طائفة يسبون فلم يسب معهم وعجز عن الانكار وأنكر عليهم فسأله هذا السؤال قالوا ويحتمل تأويلا آخر أن معناه

اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَهُ خَلَّفَهُ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ يَارَسُولَ اللهِ خَلَّفْتَنِي مَعَ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هٰرُونَ مِنْ مُوسَى إِلَّا أَنَّهُ لَا نُبُوَّةَ بَعْدِي وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ وَيُحِبُّهُ اللهُ وَرَسُولُهُ قَالَ فَتَطَاوَلْنَا لَهَا فَقَالَ ادْعُوا لِي عَلِيًّا فَأُتِيَ بِهِ أَرْمَدَ فَبَصَقَ فِي عَيْنِهِ وَدَفَعَ الرَّايَةَ إِلَيْهِ فَفَتَحَ اللهُ عَلَيْهِ وَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ دَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيًّا وَفَاطِمَةَ وَحَسَنًا وَحُسَيْنًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ هٰؤُلَاءِ أَهْلِي **حدثنا** أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ ابْنَ سَعْدٍ عَنْ سَعْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ أَمَا تَرْضَى أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هٰرُونَ مِنْ مُوسَى **حدثنا** قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ « يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ » عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ لَأُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللهَ وَرَسُولَهُ يَفْتَحُ اللهُ عَلَى يَدَيْهِ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مَا أَحْبَبْتُ الْإِمَارَةَ إِلَّا يَوْمَئِذٍ قَالَ فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَاءَ أَنْ أُدْعَى لَهَا قَالَ فَدَعَا رَسُولُ اللهِ

مامنعك أن تخطئه فى رأيه واجتهاده وتظهر للناس حسن رأينا واجتهادنا وأنه أخطأ . قوله ﴿فتساورت لها﴾ هو بالسين المهملة و بالواو ثم الراء ومعناه تطاولت لها كما صرح فى الرواية الأخرى أى حرصت عليها أى أظهرت وجهى وتصديت لذلك ليتذكرنى . قوله ﴿فما أحببت الامارة إلا يومئذ﴾ انما كانت محبته لها لما دلت عليه الامارة من محبته لله ورسوله صلى الله عليه


صحيح البخاري
للإمام
أبي عبد الله محمد بن إسماعيل البخاري
(١٩٤ - ٢٥٦هـ)
طبعة جديدة مضبوطة ومصححة ومفهرسة
دار ابن كثير
دمشق - بيروت

CamScanner

٤٠٢٩ ـ حدَّثني الحسنُ بن مُدرِكٍ حدَّثَنا يحيىٰ بن حمَّادٍ أخبرَنا أبو عَوانةَ عن أبي بشرٍ عن سعيد بن جُبَير قال: «قلتُ لابن عباس: سورة الحشر، قال: قل سورة النَّضير» تابعَهُ هُشَيم عن أبي بشر. [الحديث ٤٠٢٩ ـ أطرافه في: ٤٦٤٥، ٤٨٨٢، ٤٨٨٣].

٤٠٣٠ ـ حدَّثنا عبدُ الله بن أبي الأسود حدَّثَنا مُعتمرٌ عن أبيهِ سمعتُ أنسَ بن مالكٍ رضيَ اللهُ عنه قال: «كان الرجلُ يجعلُ للنبيِّ ﷺ النَّخلات، حتىٰ افتتحَ قُرَيظةَ والنَّضيرَ، فكان بعدَ ذلك يَرُدُّ عليهم». [انظر الحديث: ٢٦٣٠، ٣١٢٨].

٤٠٣١ ـ حدّثنا آدمُ حدَّثنا الليثُ عن نافعٍ عن ابن عمرَ رضي اللهُ عنهما قال: «حرّق رسولُ اللهِ ﷺ نخلَ بني النَّضير وقطعَ، وهي البُوَيرةُ، فنزَلت: ﴿مَا قَطَعْتُم مِّن لِّينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَآئِمَةً عَلَىٰٓ أُصُولِهَا فَبِإِذْنِ ٱللَّهِ﴾ [الحشر: ٥]. [انظر الحديث: ٢٣٢٦، ٣٠٢١].

٤٠٣٢ ـ حدّثني إسحاقُ أخبرَنا حبَّانُ أخبرَنا جويريةُ بن أسماءَ عن نافعٍ عن ابن عمرَ رضي الله عنهما «أن النبي ﷺ حرَّق نخلَ بني النَّضير، قال: ولها يقول حسانُ بن ثابت:

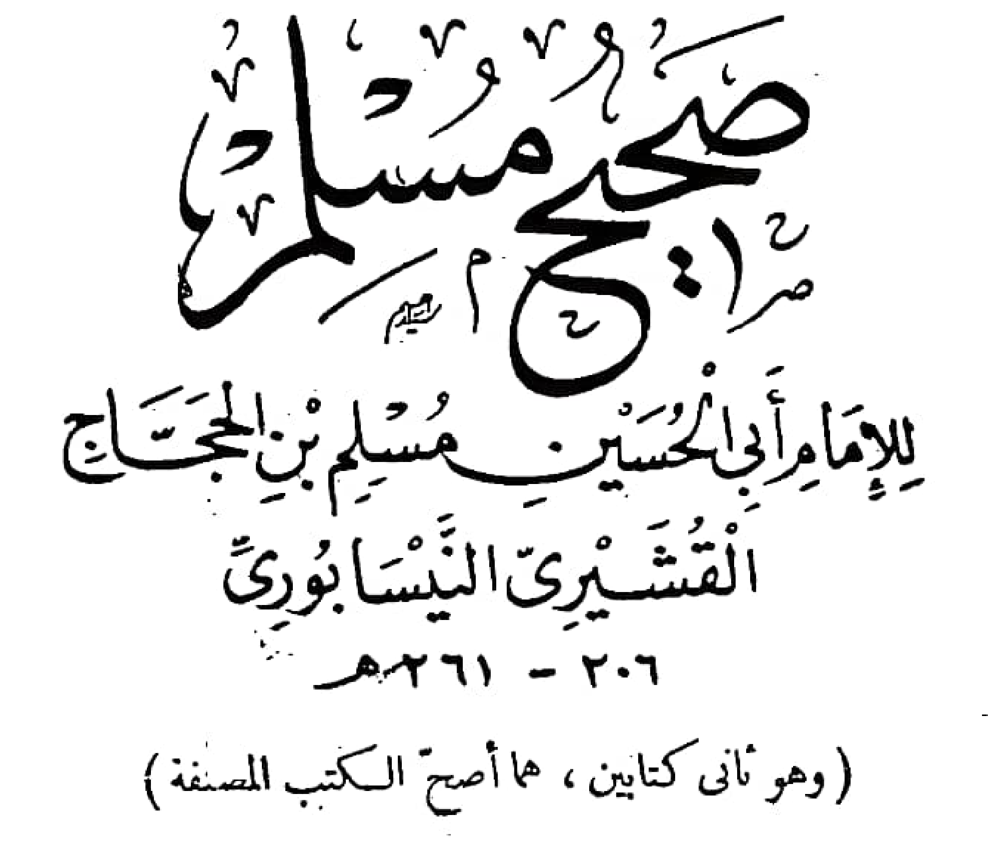
وهانَ على سَراةِ بني لُؤَيٍّ حَريقٌ بالبُويرةِ مُستطيرُ

قال: فأجابهُ أبو سفيان بن الحارث:

أدامَ اللهُ ذلكَ من صَنيعٍ وَحرَّق في نَواحِيها السَّعيرُ
ستعلمُ أيّنا منها بنُزْهٍ وتعلمُ أيَّ أرْضِينا تَضيرُ»

[انظر الحديث: ٢٣٢٦، ٣٠٢١، ٤٠٣١].

٤٠٣٣ ـ حدَّثنا أبو اليَمانِ أخبرنا شعيبٌ عنِ الزهريِّ قال: «أخبرني مالكُ بن أوسِ بن الحَدَثان النَّصريُّ أن عمرَ بن الخطاب رضيَ اللهُ عنه دعاهُ، إذ جاءه حاجبُه يَرْفأُ فقال: هل لك في عثمانَ وعبدِ الرحمن والزُّبير وسعدٍ يستأذِنون؟ فقال: نعم فأدخِلْهم. فلبثَ قليلاً ثم جاء فقال: هل لكَ في عبّاسٍ وعليٍّ يستأذِنان؟ قال: نعم. فلمّا دَخَلا قال عبّاسٌ: يا أميرَ المؤمنين، اقضِ بيني وبين هذا ـ وهما يختصمان في الذي أفاءَ اللهُ على رسولِه ﷺ من بني النَّضير ـ فاستبَّ عليٌّ وعباسٌ، فقال الرَّهطُ: يا أميرَ المؤمنين اقضِ بينَهما وأرِحْ أحدَهما منَ الآخر. فقال عمرُ: اتَّئِدوا، أنشُدُكم باللهِ الذي بإذنهِ تقوم السماءُ والأرض، هل تعلمونَ أنَّ رسولَ اللهِ ﷺ قال: لا نُورَثُ، ما تركنا صَدَقة، يُريدُ بذلك نفسَه؟ قالوا: قد قال ذلك. فأقبلَ عمرُ على عبّاسٍ وعليٍّ فقال: أنشُدُ كما باللهِ هل تعلمانِ أنَّ رسولَ الله ﷺ قد قال ذلك؟ قالا: نعم. قال: فإني أُحدِّثكم عن هٰذا الأمر. إنَّ اللهَ سبحانَهُ قد خصَّ رسولهُ ﷺ في هٰذا



« لو أن أهل الحديث يكتبون ، مائتي سنة ، الحديث ، فمدارهم على هـذا المسند »

« صنفت هذا المسند الصحيح من ثلاثمائة ألف حديث مسموعة »
« مسلم بن الحجاج »

الجزء الأول

وقف على طبعه ، وتحقيق نصوصه ، وتصحيحه وترقيمه ، وعدّ كتبه وأبوابه وأحاديثه . وعلق عليه ملخص شرح الإمام النوويّ ، مع زيادات عن أئمة اللغة

(خادم الكتاب والسنة)
محمد فؤاد عبد الباقي

توزيع
دار الكتب العلمية
بيروت - لبنان

دار إحياء الكتب العربية
عيسى البابي الحلبي وشركاه

٨ - (٢٢٨٠) وحدثني سلمة بن شبيب . حدثنا الحسن بن أعين . حدثنا معقل عن أبي الزبير، عن جابر؛ أن أم مالك كانت تهدي للنبي ﷺ في عكة لها سمنا . فيأتيها بنوها فيسألون الأدم . وليس عندهم شيء . فتعمد إلى الذي كانت تهدي فيه للنبي ﷺ . فتجد فيه سمنا . فما زال يقيم لها أدم بيتها حتى عصرته . فأتت النبي ﷺ فقال « عصرتيها؟ » قالت : نعم . قال « لو تركتيها ما زال قائما[1] » .

* * *

٩ - (٢٢٨١) وحدثني سلمة بن شبيب . حدثنا الحسن بن أعين . حدثنا معقل عن أبي الزبير، عن جابر؛ أن رجلا أتى النبي ﷺ يستطعمه . فأطعمه شطر وسق شعير . فما زال الرجل يأكل منه وامرأته وضيفهما . حتى كاله . فأتى النبي ﷺ فقال « لو لم تكله لأكلتم منه ، ولقام لكم » .

* * *

١٠ - (٧٠٦) حدثنا عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي . حدثنا أبو علي الحنفي . حدثنا مالك (وهو ابن أنس) عن أبي الزبير المكي؛ أن أبا الطفيل عامر بن واثلة أخبره؛ أن معاذ بن جبل أخبره . قال : خرجنا مع رسول الله ﷺ عام غزوة تبوك . فكان يجمع الصلاة . فصلى الظهر والعصر جميعا . والمغرب والعشاء جميعا . حتى إذا كان يوما أخر الصلاة . ثم خرج فصلى الظهر والعصر جميعا . ثم دخل ثم خرج بعد ذلك . فصلى المغرب والعشاء جميعا . ثم قال « إنكم ستأتون غدا ، إن شاء الله ، عين تبوك . وإنكم لن تأتوها حتى يضحي النهار . فمن جاءها منكم فلا يمس من مائها شيئا حتى آتي » فجئناها وقد سبقنا إليها رجلان . والعين مثل الشراك تبض[2] بشيء من ماء . قال فسألهما رسول الله ﷺ « هل مسستما من مائها شيئا؟ » قالا : نعم . فسبهما النبي ﷺ، وقال لهما ما شاء الله أن يقول . قال ثم غرفوا بأيديهم من العين قليلا قليلا . حتى اجتمع في شيء . قال وغسل رسول الله ﷺ فيه يديه ووجهه . ثم أعاده فيها . فجرت العين بماء منهمر[3] . أو قال غزير - شك أبو علي أيهما قال -

(١) (ما زال قائما) أي موجودا حاضرا .

(٢) (تبض) هكذا ضبطناه هنا : تبض . ونقل القاضي اتفاق الرواة هنا على أنه بالضاد المعجمة ومعناه تسيل . والشراك هو سير النعل . ومعناه ماء قليل جدا .

(٣) (منهمر) أي كثير الصب والدفع .